130314-کیا بیوی کے لیے ساس کی خدمت کرنا فرض ہے ؟

سوال

کیا عورت پر اپنی ساس کی خدمت کرنا فرض ہے یا نہیں اور اس کا حکم کیا ہے، کیونکہ ہمارے گھر میں اس سے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں، اور بعض اوقات تو میں طلاق حاصل کرنے کا سوچنے لگتا ہوں.

میں نے ایک مولانا صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا : تم اپنی بیوی اور والدہ کے مابین موافقت کی کوشش کرو یہ علم میں رہے کہ بیوی یتیم ہے اور میرے علاوہ اس کا کوئی اور نہیں ہے، میرے اس سے بچے بھی ہیں.

میری والدہ زیادہ عمر کی نہیں ہے، الحمدللہ اس کی بیٹیاں بھی ہیں جو گھر میں اس کی خدمت کر سکتی ہیں، اب بیوی اور والدہ کے مابین موافقت کرانا مشکل اور مستحیل ہو چکا ہے، تو کیا میرے لیے اپنا علیحدہ گھر بنانا جائز ہے کہ میں اپنے بہن بھائیوں کو چھوڑ کر علیحدہ رہوں، برائے مہربانی بتائیں کہ اس سلسلہ میں کیا حکم ہے ؟

پسندیدہ جواب

"عورت کا اپنے خاوند اور سسرال
والوں کی خدمت کرنا ایسا معاملہ ہے جو علاقے اور ملک کے اعتبار سے مختلف ہے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اپنے گھروں کی خدمت کیا کرتی تھیں.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ کی بیٹی
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا گھر میں چکی پیستی اور آٹا گوندھ کر روٹی بھی پکاتی اور
گھر کے دوسرے کام بھی کیا کرتی تھیں.

اس لیے عورت کو چاہیے کہ وہ خاوند کی
بھی خدمت کرے اور گھر کے کام کاج بھی، اور اگر گھر میں ساس یا پھر نند یا خاوند کی
بیٹیاں ہوں اور علاقے میں ان کی خدمت کرنا عرف میں شامل ہو تو ان کی خدمت کرنا
مشروع ہے.

لیکن اگر علاقے یا خاندان یا پھر
قبیلہ میں خدمت کا رواج نہ ہو یعنی بیوی خدمت نہ کرتی ہو بلکہ اس کے لیے خادمہ رکھی
جاتی ہو تو پھر یہ خدمت اس پر لازم نہیں، خاوند کو چاہیے کہ اگر استطاعت رکھتا ہے
تو وہ خادمہ رکھے لیکن اگر بیوی خدمت کرنا چاہتی ہو اور بغیر کسی جبر اور تنگی کے

وہ خودہی خدمت کرے تویہ اچھی بات ہے اس سے گھرمیں اس کی محبت اور عزت میں اضافہ ہوگا.

حاصل یہ ہواکہ : علاقے اورملک کے
رواج اورعادت وعرف کے اعتبار سے یہ معاملہ مختلف ہوگا، جب مشقت وتکلیف ہو تو خاوند کوچاہیے کہ وہ اس میں کوئی اچھا اور بہتر اسلوب تلاش کرے، اوروہ جھگڑے کے وقت بیوی کوحسب استطاعت مال دے تاکہ وہ خوش ہوکرخدمت کرے اوراس کی بہنوں اور بیٹیوں اورماں کی خدمت بجالائے.

حسن کلام اوربہتر اسلوب اورمالی
تعاون مشکلات کے خاتمہ اورعرف کی عادت کو بھی تبدیل کردیتا ہے اس طرح وہ گھر کے کام کاج خوشی سے کرنے لگے گی.

اللہ سبحانہ وتعالی ہی توفیق دینے
والا ہے.

اوراگروہ اپنی والدہ کوچھوڑ کر
اپنے علیحدہ گھرمیں رہ سکتا ہے تواس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر والدہ انکار کرے اوروہ اسے علیحدہ گھرمیں رہنے سے روکے کیونکہ وہ خدمت کی محتاج ہویا کسی اور سبب کی بنا پر توپھر نہیں جانا چاہیے.

کیونکہ والدہ کی رضامندی اوراس کی
اطاعت اہم ہے، اورگھرمیں اس کے دوسرے بھائی ہوسکتا ہے وہ اس کے قائم مقام نہ بن سکتے ہوں اوروہ والدہ کی خدمت نہ کرتے ہوں، اوراس کی جگہ پر نہ کرتے ہوں.

اس لیے اسے اپنی والدہ کاخیال کرنا
چاہیے اوراس سے مشورہ کرے، اگر تووہ اجازت دے توپھر علیحدہ اور مستقل گھرمیں رہنے میں کوئی حرج نہیں.

لیکن اگروالدہ کواس بیٹے کی ضرورت
ہو، یاپھر کوئی اور سبب اسے علیحدہ گھرمیں رہنے کی اجازت نہ دیتا ہو تو بیٹے کو نہیں جانا چاہیے، بلکہ وہ صبر وتحمل سے کام لیتا ہوا والدہ اور بیوی کے مابین موافقت پیدا کرنے کی کوشش کرے، اور بیوی کوحسب استطاعت تحفہ اورہدیہ اورمال دے

کر راضی کرے تاکہ مطلوبہ طریقہ سے معاملات چلتے رہیں، اور نہ تو وہ بیوی کو کھوئے اور نہ ہی والدہ کی ناراضگی مول لے.

اللہ سبحانہ و تعالی ہی مددگار ہے"

انتہی

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ.